ماہِ رمضان اور قلبِ سلیم

از

فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی حفظہ اللہ

(شارجہ، متحدہ عرب امارات)

اهتمام:

الطاف الرحمن بن ابو الکلام سلفی

مراجعہ:

شیخ سعد بن ظفر الحسن

صوبائی جمعیت أهل حدیث ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

رمضان اور قلبِ سلیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

❐ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٠٢].

❐ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: ١].

❐ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ٧٠-٧١].

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ:

❐ ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ * إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ [الشعراء: ٨٨-٨٩]

جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے، مگر جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے۔

✵ قلب سلیم: ماہ رمضان کی روح رواں:

محترم حضرات ! دینی بھائیو اور بہنو ! یہ ہفتہ واری درس، جو آج بروز جمعرات آپ سماعت فرما رہے ہیں، اس کا عنوان اور موضوع یقیناً آپ کے علم میں ہوگا: "ماہ رمضان اور قلب سلیم"۔

◈ یاد رکھیں، ایک بنیادی نکتہ ذہن نشین کر لیجیے ! انسان کے تمام اعمال، تمام نیکیاں، حتیٰ کہ اس کے گفتار و کردار کی قبولیت کا مدار قلب سلیم پر ہے۔

☜ دوستو ! یہ امر انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

اگر انسان کا قلب سلیم ہے تو اس کی نیکیاں بھی مقبول، اس کے روزے بھی مقبول، اس کے حج بھی مقبول، اور اس کی زکوٰۃ بھی مقبول۔

لیکن اگر خدانخواستہ انسان کا دل درست نہیں ہے، تو اس کے تمام اعمال غیر درست اور بے کار ٹھہرتے ہیں، وہ بظاہر کتنے ہی اچھے کیوں نہ لگیں۔

ایسے اعمال باطل اور بے روح جسم کی مانند ہیں۔ لہذا از حد ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے اندر قلب سلیم پیدا کرنے کی کوشش کرے، اور اپنے دل کی اصلاح کی جانب توجہ دے۔

٭ قلب کی اصلاح: حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں:

☜ اس ضمن میں، نبی اکرم ﷺ کی وہ مشہور حدیث مبارکہ ذہن نشین رہے جس میں متعدد امور بیان ہوئے ہیں، اور ان میں سے ایک نہایت اہم نکتہ یہ ہے، یقیناً آپ نے سنا ہوگا کہ:

○ آپ ﷺ نے فرمایا: ''أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً''. آگاہ رہو ! بے شک جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔

آپ ﷺ نے اس حدیث میں بہت سی اسلامی بنیادی تعلیمات اور حقائق بیان فرمائے، اور ان سب کے بعد فرمایا، بلکہ یوں کہیے کہ خلاصہ کلام یہ ہے: "آگاہ رہو ! بے شک جسم میں ایک لوتھڑا ہے"۔

مراد ہے، انسان کے جسم کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔

ایک چھوٹی سی بوٹی، ایک چھوٹا سا لوتھڑا۔

○ ''إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ''.

یعنی اگر انسان کے جسم میں وہ گوشت کا لوتھڑا صحیح سالم ہو، صالح ہو، نیک ہو، درست ہو، تو اس کا سارا جسم درست سمت پر گامزن رہتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ اس کے تمام اعمال، گفتار، کردار درست ہوتے ہیں۔

○ "وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ".

اور اگر بالفرض وہ لوتھڑا ہی خراب ہو جائے تو انسان کے تمام اعمال بربادی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

○ پھر آپ ﷺ نے اصل نکتہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:
"أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ".

سنو! اور خوب اچھے سے سن لو! وہ انسان کا قلب ہے، دل ہے۔

[صحیح البخاری: ۵۲، صحیح مسلم: ۱۵۹۹]

✳ قلب سلیم: اعمال کی قبولیت کا معیار:

☜ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے دل کی اصلاح پر ہی اس کے تمام نیک اعمال اور تمام تر چیزوں کی درستی کا انحصار ہے۔"أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ".

☜ اسی لیے رب العالمین نے واضح فرما دیا کہ جب انسان کا دل درست ہو جائے، جب کسی مومن کا دل صالح ہو جائے، تو پھر اس کے تمام اعمال بھی درستگی سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

سورۃ احزاب کی وہ مشہورِ زمانہ آیت ملاحظہ فرمائیں، جس کو ہم اکثر سنتے رہتے ہیں:

❐ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ [الأحزاب: ۷۰]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہمیشہ سیدھی اور درست بات کہو۔
یعنی اپنی زبان کی اصلاح کی فکر کرو۔ گویا، اے ایمان والو! اگر تم نے ان دو چیزوں کی اصلاح کرلی' تو بہت کچھ خیر حاصل کرلوگے:

❶ پہلی چیز، دل کی اصلاح، کہ دل میں تقویٰ جاگزیں ہو جائے۔ اور یہی تو تمام چیزوں کی بنیاد ہے۔

دل میں تقویٰ کا جاگزیں ہونا، یعنی دل کی اصلاح کا ہو جانا ہے۔ اور دل کی اصلاح کی سب سے پہلی سیڑھی، دوستو! تقویٰ ہی ہے۔ جب دل میں تقویٰ رچ بس گیا، تو انسان کے تمام اعمال درست ہو جاتے ہیں، اس کے سارے کردار و گفتار سنور جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ دل تو بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

○ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”اَلْقَلْبُ مَلِكٌ وَلَهُ جُنُودٌ، فَإِذَا صَلَحَ الْمَلِكُ صَلُحَتْ جُنودُهُ، وَإِذَا فَسَدَ الْمَلِكُ فَسَدَتْ جُنودُهُ“.

دل بادشاہ ہے اور (اعضاء) اس کے لشکر ہیں۔ اگر بادشاہ درست ہو تو اس کے لشکر بھی درست ہوتے ہیں، اور اگر بادشاہ خراب ہو تو اس کے لشکر بھی خراب ہوتے ہیں۔

[الجامع لمعمر بن راشد: ۲۰۳۷۵، مصنف ابن أبی شیبہ: ۲۱۴۴۷، شعب الایمان للبیھقی: ۱۰۸، المجالسۃ وجواھر العلم: ۵۷۰]

یعنی لوگو! جیسے ہر ملک کا ایک بادشاہ ہوتا ہے، اور ساری رعایا اسی بادشاہ کے قانون کی پابند ہوتی ہے۔ اسی کے احکام اور اسی کے فرمان کی پیروی کرتی ہے۔ پس، یاد رکھو! تمہارے جسم کا بھی ایک بادشاہ ہے اور وہ ہے دل۔ تمہارے دل کی بادشاہت ہی تمہارے تمام اعضاء پر قائم ہے۔ آنکھ، کان، دل، دماغ، ہاتھ، پیر، جملہ اعضاء و جوارح وہی کچھ کرتے ہیں جس کا حکم دل صادر کرتا ہے۔

✵ دل کی حکمرانی: ایک مثال:

☜ آپ ذرا غور فرمائیے، اگر کوئی شخص آپ کے سامنے کتنی ہی نفیس اور عمدہ چیز پیش کرے، کھانے کی ہو یا پینے کی، اور پیش کرنے والا آپ کا کوئی قریبی دوست ہو، آپ کی والدہ ہوں، آپ کے والدِ گرامی ہوں، آپ کی بہن ہو، یا آپ کا کوئی بھی عزیز و اقارب ہو، وہ آپ سے اصرار کرے کہ بس ایک لقمہ ہی سہی، آپ یہ چیز تناول فرما لیں۔

لیکن آپ کیا جواب دیتے ہیں؟ نہیں ! ابھی نہیں، میرا من نہیں چاہ رہا۔
ذرا دیکھیے تو ! آپ نے پورے عزیز و اقارب کے حکم کو رد کر دیا، کیوں؟

صرف اس لیے کہ آپ کا من نہیں چاہ رہا، نہیں ابھی دل نہیں چاہ رہا، بعد میں سہی۔

یہ تو محض ایک مثال ہے، جس سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ پورے جسم پر حکومت دراصل دل ہی کی چلتی ہے۔

✺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول زریں:

○ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوبصورت بات ارشاد فرمائی: لوگو ! ہر ملک کا ایک بادشاہ ہوتا ہے۔
اور اسی بادشاہ کا حکم پورے ملک کے باشندے تسلیم کرتے ہیں۔
بالکل اسی طرح تمہارے جسم کا ایک بادشاہ ہے اور وہ تمہارا دل ہے۔
دل ہی کی حکومت انسان کے تمام اعضاء پر کار فرما ہوتی ہے۔
☜ اور غالباً اسی لیے رب العالمین نے اتنی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ جب تک انسان کا دل درست نہیں ہوتا، اس کے سارے اعمال اکارت جاتے ہیں۔

✳ سورۃ الکہف کی یہ آیت مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

❏ ﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾
[الکہف:۲۸]

اور اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے گزرا ہوا ہے۔

☜ غور کیجیے! اے نبی ﷺ! آپ اس شخص کی ہرگز اطاعت نہ کریں، جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

یعنی ہم نے خود ہی جس کے دل کو اپنی یاد سے، اپنے ڈر اور خوف سے، اور اپنے ذکر سے محروم کر دیا ہو۔

ایسے شخص کی کسی بات پر کان نہ دھریے، کیوں؟ ﴿وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾

کیونکہ اس کا ہر کام بے ڈھنگا اور حد سے تجاوز کرنے والا ہوتا ہے۔

اس کا کوئی بھی کام درست سمت میں نہیں ہو سکتا۔

✳ قلب سلیم: زندگی کا محور و مرکز:

☜ اسی لیے ہم سب کے لیے، اور بالخصوص اپنے لیے، یہ بات نہایت ضروری

ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے دل کی اصلاح کی فکر کریں۔

اور سورۃ احزاب کی جس آیت کا میں تذکرہ کر رہا تھا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ﴾ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔

نمبر دو، ﴿وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ اور قولِ سدید کہو، درست اور مبنی بر حقیقت بات کرو۔

یعنی، دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ، دل کی اصلاح کر لو اور اپنی زبان کی اصلاح کر لو۔

☜ اگر تم نے دل اور زبان، ان دونوں کی اصلاح کر لی، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾ [الأحزاب: ۷۱] وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کر دے گا۔

پھر تمہارے باقی تمام اعمال کی اصلاح اللہ تعالیٰ خود فرما دیں گے۔

شرط یہ ہے کہ پہلے ان دو چیزوں کی اصلاح کی فکر کی جائے۔

﴿يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾ [الأحزاب: ۷۱]

اللہ تعالیٰ تمہارے تمام کام، تمہارے تمام اعمال درست فرما دیں گے۔

تمہاری زبان بھی درست ہو جائے گی، تمہارا دل بھی درست، تمہارا دماغ بھی درست ہو جائے گا، تمہاری آنکھیں بھی درست ہو جائیں گی، اور تمہارے ہاتھ

اور پھر بھی درستگی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔

﴿وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ [الأحزاب: ٧١] اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اور اگر بالفرض شیطان کے بہکاوے میں آکر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو بھی جائے، کیونکہ آپ نے اپنے دل اور زبان کی اصلاح کر لی ہے، تو ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیں گے، بخش دیں گے۔

✳ لقمان حکیم رحمہ اللہ کی حکمت: دل و زبان کی برتری:

☜ اسی ضمن میں، ایک حکایت یاد آئی، جو میں نے کئی بار آپ کے سامنے بیان کی ہے، اور یقیناً بہت سے ساتھیوں کو وہ ازبر بھی ہوگی۔

وہ یہ کہ لقمان حکیم رحمہ اللہ، ایک مرتبہ اپنے غلام سے مخاطب ہوئے، بلکہ یوں کہیے کہ لقمان حکیم رحمہ اللہ کے آقا نے ان سے کہا، لقمان! یاد رہے کہ سیدنا لقمان حکیم رحمہ اللہ بظاہر تو غلام تھے، لیکن حکمت و دانائی کے پیکر تھے، علم و حکمت سے معمور تھے۔

❐ ﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ [البقرة: ٢٦٩] ''اور جسے حکمت دی گئی تو یقیناً اسے بہت بڑی بھلائی دی گئی''۔

بلاشبہ حکمت ایک عظیم نعمت ہے۔

ان کے آقا نے کہا: لقمان ! ایک بکرا ذبح کرو، اور ذبح کرنے کے بعد، اس کے بدن کا سب سے عمدہ اور لذیذ گوشت جو بھی ہو، وہ میرے لیے فرائی کر کے لاؤ، تیار کر کے لاؤ، اور باقی گوشت دوسروں میں تقسیم کر دو۔

لقمان حکیم رحمہ اللہ نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کی۔

بکرا ذبح کیا، اور ذبح کرنے کے بعد، دل اور زبان اس کے بدن سے نکال لیے، اور باقی پورا بکرا دوسروں کو دے دیا، مساکین میں تقسیم کر دیا۔

پھر دل اور زبان کو فرائی کیا اور اپنے آقا کے حضور پیش کر دیا۔

آقا نے بڑے شوق سے تناول فرمایا، کیونکہ ان کا حکم تھا کہ سب سے افضل، عمدہ اور لذیذ گوشت پیش کیا جائے۔

اور سیدنا لقمان حکیم رحمہ اللہ نے دل اور زبان پیش کر کے آقا کی منشا پوری کی۔

پھر دوسرے دن، آقا نے دوبارہ حکم صادر فرمایا: لقمان ! ایک اور بکرا ذبح کرو، اور آج سب سے بیکار اور ردی قسم کا گوشت، جسم کے جس حصے کا بھی ہو، وہ میرے پاس لاؤ۔

لقمان حکیم رحمہ اللہ نے پھر بکرا ذبح کیا، اور اس مرتبہ بھی ذبح کرنے کے بعد، وہی دل اور زبان فرائی کیے اور آقا کی خدمت میں پیش کر دیے۔

آقا نے حیرت سے پوچھا: لقمان ! یہ کیا؟ میں نے تمہیں ایسا کرنے کا حکم تو نہیں

دیا تھا۔

کل میں نے کہا تھا کہ سب سے اچھا گوشت لاؤ تو تم دل و زبان لے آئے، اور آج میں نے کہا کہ سب سے بیکار گوشت لاؤ تو پھر بھی تم دل و زبان ہی لے آئے؟ کیا ایک ہی چیز بیک وقت سب سے اچھی اور سب سے بری ہو سکتی ہے؟

○ لقمان حکیم رحمہ اللہ نے جواب دیا: آقا ! حقیقت یہ ہے کہ، یہی دل اور زبان اگر درست ہوں، اچھے ہوں، ان کی اصلاح ہو جائے، تو پھر پورے جسم میں ان سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

اور اگر دل اور زبان خراب ہو جائیں، ان میں بگاڑ پیدا ہو جائے، ان میں فساد راہ پا جائے، اور یہ برے ہو جائیں، تو پھر ان دونوں سے بدتر چیز انسان کے جسم میں اور کوئی نہیں۔

✳ قلب سلیم: کامیابی کی کنجی:

☜ دوستو ! ہمیں اور آپ کو ہر لمحہ یہ فکر دامن گیر رہنی چاہیے کہ ہم اپنے دل کی اصلاح کریں۔

❐ اسی لیے رب العالمین نے سورۃ الشعراء میں یہ اعلانِ عام فرما دیا کہ لوگو ! :

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ * إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ [الشعراء: ۸۸-۸۹]

جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے، مگر جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے۔

◈ یاد رکھو! تم خواہ دنیا میں جیسے چاہو زندگی بسر کرو، جیسے چاہو رہو سہو، جو چاہو کرو، لیکن یہ حقیقت مت بھولو کہ قیامت کے دن جب تم سب ہمارے سامنے حاضر ہو گے، اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گے، تو اس روز ﴿لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ﴾ اس دن کسی انسان کا مال اور کسی کی اولاد اس کے کچھ کام نہ آئے گی۔ کوئی بھی چیز اس روز انسان کو نجات نہیں دلا سکتی۔

◈ نجات کا واحد ذریعہ: قلب سلیم:

اور سورۃ معارج کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ * كَلَّا﴾ [المعارج: ۱۵] بندہ روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دینا چاہے گا تاکہ یہ اسے نجات دلا دے۔

یعنی اگر انسان اپنی نجات کے لیے کائنات کی ساری دولت پیش کر دے، تو بھی وہ اللہ کے عذاب سے نجات نہیں پا سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿كَلَّا﴾ ہرگز نہیں، یہ قطعاً ناممکن ہے۔

☜ کیوں دوستو؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات کا اصل مدار و مرکز زبان اور دل کی اصلاح پر ہے، بلکہ یوں کہیے کہ، دل کی اصلاح پر ہے۔

انسان کا دل اگر سلیم ہو گیا، تو پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: انسان کی ساری چیزیں درست ہو جاتی ہیں۔

◈ حدیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں قلب سلیم کی جامع تعریف:

ایک نہایت عجیب اور بصیرت افروز حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں، سیدنا عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا:

○ "يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟"

اے اللہ کے رسول ﷺ ! لوگوں میں سب سے افضل انسان کون ہے؟

☜ دوستو ! اگر ہمیں صالحین کی صف میں شامل ہونا ہے، نیک لوگوں کی راہ پر چلنا ہے، تو ہمیں ان اوصاف کو اپنانا ہوگا جو ایک بہترین انسان میں پائے جاتے ہیں۔

غور فرمائیے ! سوال کیا گیا: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟“ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! کون سے لوگ افضل ہیں؟۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

○ ”كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ وَصَدُوقِ اللِّسَانِ“.

”ہر وہ شخص جس کا دل مخموم اور زبان سچی ہو“

[سنن ابن ماجہ: ٣٤١٨، وصححہ الألبانی]

اللہ اکبر! ”كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ وَصَدُوقِ اللِّسَانِ“.

یعنی سب سے افضل انسان وہ ہے جس میں یہ دو خوبیاں جمع ہو جائیں: مخموم القلب ہو اور صدوق اللسان ہو۔

اللہ اکبر! کیا خوبصورت اندازِ بیان ہے! ایک بہترین انسان، ایک مثالی مسلمان، ایک سچا اور صالح بندہ بننے کے لیے ناگزیر ہے کہ یہ دو صفات ہم میں موجود ہوں۔

اور ان دو صفات کے امتزاج ہی سے انسان حقیقی معنوں میں انسان بنتا ہے۔

یا رسول اللہ ! ”أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟“ کون سے لوگ افضل ہیں؟۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ وَصَدُوقِ اللِّسَانِ“

ہر وہ انسان جو مخموم القلب ہو اور صدوق اللسان ہو۔ صدوق کے معنی ہیں نہایت سچا، اور لسان سے مراد ہے زبان۔

○ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ! "قَدْ عَرَفْنَا صَدُوقَ اللِّسَانِ"

صدوق اللسان سے مراد تو ہم سمجھ گئے، یعنی سچی زبان استعمال کرنے والا۔

✹ مخموم القلب: پاکیزہ دل کی صفات:

○ لیکن "فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟"

آپ یہ تو بتائیں کہ مخموم القلب کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے غالباً یہ لفظ نیا تھا۔

مخموم القلب، قلب کے معنی تو دل سب سمجھتے تھے، لیکن مخموم کیا چیز ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

○ "هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ"

اللہ اکبر ! "هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ"۔ وہ پرہیزگار اور پاک دل ہے۔

[سنن ابن ماجہ: ٣٤١٨، وصححہ الألباني]

خوب یاد رکھو دوستو ! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مخموم القلب وہ ہے جو تقی ہو اور نقی ہو۔

یہ دو جملے ذہن نشین کر لیجیے: "التَّقِيُّ النَّقِيُّ"۔

تقی ہو اور نقی ہو۔ تقی، یعنی تقویٰ والا ہو، وہ انسان جس کے دل میں تقویٰ ہو، یعنی دل تقویٰ سے لبریز ہو۔

نمبر دو، النقی، نقی کے معنی ہیں صاف، ستھرا ہو۔

اب ذرا حدیث کا مفہوم سمجھیے، سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کی زبان سچی ہو اور دل صاف ہو، اور دل میں تقویٰ ہو۔

تقویٰ کیا چیز ہے؟ تقویٰ کی بہت سی تعریفات بیان کی گئی ہیں، اور ہر تعریف اپنے اندر ایک وسیع معنی سموئے ہوئے ہے۔

☜ لیکن، موضوع کی مناسبت سے تقویٰ کا مفہوم کیا ہے؟ اس کی وضاحت کے لیے اہل علم نے تین نکات بیان کیے ہیں: تقویٰ کا مطلب ہے:

"وِقَايَةُ النَّفْسِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ".

اپنے آپ کو شرک سے، برے کاموں سے بچانا اور نیک کاموں پر ہمیشگی کرنا۔

تقویٰ کیا ہے؟ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہو۔

عذابِ قبر، عذابِ نار سے بچنے کی فکر ہو۔

☜ دوستو! ذرا توجہ فرمائیے! بعض اہل علم نے تقویٰ کو تین جملوں میں سمو دیا

ہے۔
”وِقَايَةُ النَّفْسِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى طَاعَةِ اللّٰهِ“، یا ”وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ“.

یہ ہیں وہ تین بنیادی نکات۔

مطلب سمجھیں؟ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو دل میں، اللہ کا خوف ہو، اور عذابِ قبر اور عذابِ نار سے محفوظ رہنے کی فکر ہر وقت انسان کو لاحق رہے۔ یہی ہے تقویٰ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی علامت کیا ہے؟ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہمارے اندر تقویٰ آگیا ہے؟ تو اس کی تین علامات اہل علم نے بیان فرمائی ہیں۔

❶ نمبر ایک، شرک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا, شرک سے اپنے آپ کو بچانا۔

☜ کیوں؟ کیونکہ اللہ کا، اللہ کے عذاب، عذابِ نار، عذابِ قبر، اور اللہ کے غضب و قہر سے نجات پانے کے لیے، قہر سے محفوظ رہنے کی جو فکر انسان کو دامن گیر رہتی ہے، اگر یہ فکر موجود ہے، تبھی انسان اپنے آپ کو شرک سے بچانے کی سعی کرے گا۔

کیونکہ اسے معلوم ہے کہ شرک کرنے والا جہنم کا ایندھن بنے گا، اللہ کے عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔

اور جس شخص کے دل میں اللہ کے عذاب، عذابِ قہر، عذابِ نار، عذابِ قبر

سے بچنے کی فکر رچ بس گئی ہو، تو وہ لازماً اپنے آپ کو شرک سے محفوظ رکھے گا۔ شرک سے انسان کا اپنے آپ کو بچانا، بدعات سے اجتناب کرنا، اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ موجود ہے۔

◈ قلب سلیم کی مزید علامات:

❷ دوسری علامت، "وَالْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ" اور برے کاموں سے اجتناب کرنا۔

اپنے آپ کو برائیوں سے بچائے، حرام کاریوں سے کنارہ کشی اختیار کرے، منکرات اور محرمات سے خود کو دور رکھے۔

☜ کیوں؟ کیونکہ اسے پختہ یقین ہے کہ اگر حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے تو ہمارا رب ہم سے ناراض ہو گا، ہمارا رب ہم سے خفا ہو گا۔

اور حرام کھانے والے، حرام کرنے والے، حرام پینے والے، اور حرام کاری کے مرتکب افراد کے لیے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

❐ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ﴾ [النساء: ۳۱] اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے۔

اگر تم حرام چیزوں سے، منکرات سے، محرمات سے، اور گناہوں سے دوری اختیار کرو گے، تب اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم کی بھڑکتی آگ سے محفوظ رکھیں گے۔

پس، ہر انسان کو اس علامت پر غور کرنا چاہیے۔

سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو شرک سے بچائے۔

نمبر دو، اپنے آپ کو برائیوں سے دور رکھے۔

☜ کیوں؟

❏ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ [الزلزلة: ١] جب زمین اپنی پوری شدت سے زلزلے میں ہلائی جائے گی۔

❏ آپ سورۃ الزلزال کی مکمل تلاوت کرلیجیے،

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ [الزلزلة: ٧-٨] پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

انسان کو ہر لمحہ یہ سوچنا چاہیے۔

❏ جہنمیوں سے جب سوال کیا جائے گا: ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ﴾ [المدثر: ٤٢]

جنتی اپنے ساتھیوں سے دریافت کریں گے، ارے ہم تو جنت میں ہیں مگر تم جہنم میں کیسے آ گئے؟ تو جہنمی جواب میں کیا کہیں گے؟

❐ نمبر ایک، ﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ﴾ [المدثر:٤٣] ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

ایک انسان کو اگر عذابِ الٰہی، اللہ کے غضب اور قہر، عذابِ قبر اور عذابِ نار سے اپنی جان بچانی ہے، تو اس کو نماز پڑھنے کی فکر دامن گیر ہو گی۔

آج تک جو گناہ سرزد ہوئے ہیں، کبائر کا ارتکاب کیا ہے، ان سے وہ فوراً باز آئے گا، اور سچے دل سے توبہ کرے گا۔

لیکن اگر خدانخواستہ کوئی شخص برائیوں پر ڈٹا رہے، تو اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

اس کے دل میں اللہ کا خوف اور فکر مفقود ہے۔

❸ نمبر تین، "وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَى الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ".

تیسری علامت یہ ہے کہ اعمال صالحہ، یعنی نیک اعمال بجا لانے میں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے میں وہ ہمیشگی اختیار کرتا ہے۔

ایسا نہیں کہ بس رمضان آیا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور پھر باقی مہینوں میں معاذ اللہ چھٹی ! ہرگز نہیں !

❐ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ * وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [الحجر: ۹۹] اور اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہیں یقین آ جائے، اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

انسان کو اپنی زندگی کے آخری لمحے تک، ہر وقت اللہ رب العالمین کی عبادت و اطاعت، اور اعمال صالحہ کی بجا آوری کی فکر اور کوشش کرنی چاہیے۔

یہ ہے دوستو! اصل میں اس بات کی علامت کہ ہاں دل میں تقویٰ موجود ہے۔

✹ قلب سلیم کی چوتھی علامت: حسد سے پاکیزگی:

☜ اسی لیے سورۃ آل عمران کی اس آیت مبارکہ پر ایک بار پھر توجہ فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

❐ ﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ [آل عمران: ۱۳۳]

جنت کس کے لیے تیار کی گئی ہے؟ متقین کے لیے۔

اب سوال یہ ہے کہ متقین کون ہیں؟

❐ ﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ﴾ [آل عمران: ۱۳٤] جو خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں۔

جو ہر حال میں اللہ رب العالمین کی راہ میں سخاوت کرتے ہیں، خرچ کرتے ہیں۔

☜ کیوں؟ اس لیے کہ ان کے دلوں میں تقویٰ جاگزیں ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انہیں جہنم کی دہکتی آگ سے، عذابِ قبر اور عذابِ نار سے بچنے کی فکر ہر وقت لاحق رہتی ہے۔

اور وہ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رکھنے والا، اور عذابِ قبر و نار سے بچانے والا سب سے بڑا عمل کیا ہے؟

○ "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ".

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کر کے ہو۔

[صحیح البخاری: ١٤١٧، صحیح مسلم: ١٠١٦]

یعنی صدقہ و خیرات کرنا۔

تو دوستو! یہ ہے تقویٰ کا حقیقی مفہوم۔

◈ قلب سلیم کی پہچان: لقمان حکیم رحمہ اللہ کی بصیرت:

☜ اب اس حدیث کی طرف لوٹتے ہیں جس کا میں تذکرہ کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا پوچھا گیا؟ سیدنا عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کیا کہتے ہیں؟ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! "أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟" کون سے لوگ افضل ہیں؟۔

سب سے افضل انسان کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

"كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ وَصَدُوقِ اللِّسَانِ". ہر وہ شخص جس کا دل مخموم اور زبان سچی ہو۔

مخموم القلب اور صدوق اللسان، یہ دو خوبیاں جس شخص میں پائی جائیں، جس مومن میں پائی جائیں، وہی سب سے افضل انسان ہے۔

پھر صحابہ نے جب دوبارہ سوال کیا: یا رسول اللہ! "صَدُوقَ اللِّسَانِ" صدوق اللسان کو تو ہم پہچانتے ہیں، یعنی سچی زبان استعمال کرنے والا۔

لیکن "فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟" مخموم القلب سے کیا مراد ہے؟ یعنی مخموم القلب کا مفہوم ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

تو آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی: مخموم القلب: وہ انسان جس کے دل میں دو خوبیاں پائی جائیں، وہ درحقیقت مخموم القلب ہے، اور وہی سب سے اچھا انسان ہے۔

اب وہ دونوں چیزیں کیا ہیں؟ التَّقِيُّ النَّقِيُّ۔

دل میں تقویٰ ہو، النقی، دل صاف ہو۔ صاف کیا ہو؟ یعنی ایسا دل جو چار چیزوں سے پاک ہو:

① نمبر ایک، برائیوں کے جذبے سے پاک ہو۔

② نمبر دو، غیروں پر ظلم و زیادتی کرنے کے گھناؤنے خیال سے پاک ہو۔

③ نمبر تین، کینہ، کپٹ، بغض، عناد اور منکرات و برائیوں سے پاک ہو۔

④ نمبر چار، ہمارا دل حسد سے پاک ہو۔

[سنن ابن ماجہ: ٣٤١٨، وصححہ الألبانی]

☜ جب ہمارا دل التقی اور نقی ہو گا، ہماری زبان سچی ہوگی، اور دل اور زبان جب دونوں ہمارے درست ہو گئے، تو ایسی ہی صورت میں ہماری ساری نیکیاں اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

کیوں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سب سے افضل انسان یہی ہے۔

یہی بات، یہی چیزیں دوستو! جو اللہ نے بیان فرمایا:

❐ ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ * إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ [الشعراء: ٨٨-٨٩]

جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے، مگر جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے۔

اور دوستو! حدیث تو بڑی طویل ہے، لیکن حدیث کا صرف ایک حصہ ہم بتائیں گے، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک موقع پر اللہ رسول ﷺ سے التماس کی یا رسول اللہ! آپ مجھ کو وصیت فرما دیں، کچھ ایسی وصیت کریں، یعنی کچھ ایسی باتوں کی تاکید کریں، ایسی نصیحتیں بتائیں جس پر ہم عمل پیرا ہوں، اور خوب عمل کرتے رہیں، اور ہمیں جنت بھی مل جائے، دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب و قہر سے بھی محفوظ رہیں۔

اور بعد ازاں، مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے لیے سارے راستے آسان فرما دے، ایسا کوئی جامع عمل ہمیں بتائیے۔

○ تو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان فرمایا:

”عَلَيْكَ بِتقْوَى اللَّهِ فَإِنَّه رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ“.

تم پر تقویٰ اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ یہ ہر چیز کی جڑ ہے۔

دیکھا آپ نے تقویٰ! یہی ہے تقویٰ۔

○ اے ابو سعید! ”عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ“.

اپنے اندر تقویٰ الٰہی پیدا کر لو، تقویٰ کو اپنا شعار بنا لو، کیونکہ یہی ساری چیزوں کا، بلکہ یوں کہیے کہ، ساری چیزوں کی بنیاد اور جڑ تقویٰ ہی ہے۔

[مسند أحمد: ١١٧٧٤، وحسنه الألباني في الصحيحة: ٥٥٥ بمجموع طرقه]

تقویٰ اگر میسر آگیا، تقویٰ کو اگر اپنا لیا، تو سمجھو کہ دنیا کی ساری نعمتیں تمہیں مل گئیں۔

✵ ماہ رمضان: قلب سلیم کے حصول کا بہترین موقع:

☜ اسی لیے دوستو! یہ چند باتیں میں نے آپ کے سامنے عرض کیں کہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔

☜ اور اگر ہم رمضان کے روزوں کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں، اور رمضان کا مہینہ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے لیے کامیاب و بامراد ثابت ہو، اور اس کے تمام تر فضائل و برکات ہمیں حاصل ہوں، تو اس کے لیے از بس ضروری ہے کہ ہم اپنے قلب کی اصلاح کی فکر کریں۔

یا یوں کہیے کہ، اسی لیے آج ہم نے یہ موضوع منتخب کیا: ''رمضان اور قلب سلیم''۔

ہمارا قلب، ہمارا دل صاف ہو، ہمارے دل میں تقویٰ جاگزیں ہو، نیکیوں کا

جذبہ موجزن ہو، اور برائیوں سے، منکرات سے، اور حرام کاریوں سے ہمارا دامن پاک ہو۔

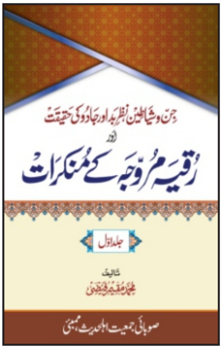
تبھی ہمارے نیک اعمال ہمارے لیے نفع بخش ثابت ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائے۔

أقول قولي هذا واستغفر الله من كل ذنب وأتوب إليه

https://youtu.be/3Azcmhoz6EM

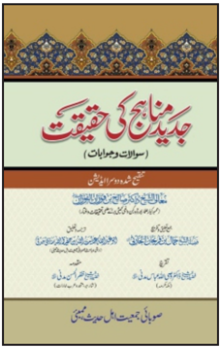
ہماری اہم مطبوعات

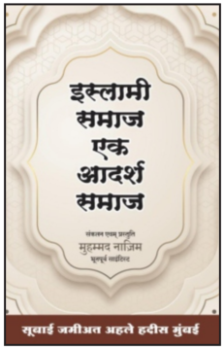


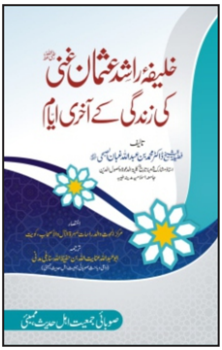




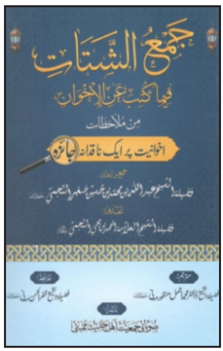












SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com